بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

ابن وحید

السنہ شمارہ ٤٩ تا ٥٤ ذی الحجہ ١٤٣٣ جمادی اولی الموافق نومبر ٢٠١٢ تا اپریل ٢٠١٣ نظر سے گزرا اس کے مباحث کافی اہم تھے – بظاہر سلف کے صحیح عقیدہ پر بات کا آغاز کیا گیا لیکن السنہ شمارہ میں مضمون "مردوں کا دیکھنا اور سلام سننا" از ابو سعید سلفی میں غیر محسوس انداز میں ان عقائد پر جرح کی گئی جو سلف سے تسلیم شدہ ہیں مثلا مردوں کا زائر کو پہچاننے اور سلام کا جواب دینے کا عقیدہ - اس مضمون میں انصاف کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ تمام روایات جو سلف اپنی کتب میں مردہ کے علم کے اثبات پر پیش کرتے ہیں ان پر جرح کی گئی – ضروری ہے کہ دیکھیں کہ اس سلسلے میں شیخ ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کیا عقیدہ بیان کرتے تھے

ابو سعید سلفی صاحب لکھتے ہیں

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّمُرُّ بِقَبْرٍ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ . ”قبر والا دنیا میں جس شخص کا واقف تھا، وہ اگر اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔“

(مصنّفات أبي العبّاس الأصمّ : 419 (11)، فوائد أبي القاسم تمّام : 139، المعجم الشيوخ لابن جميع الصيداوي : 333، تاريخ بغداد : 139/7، تاريخ ابن عساكر : 38/10، 65/27، سير أعلام النبلاء للذهبي : 590/13)

**تبصرہ:** یہ موضوع و من گھڑت سند ہے، اس کا راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ اور ”متروک“ ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ہیثمی فرماتے ہیں:

وَالْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِهٖ . ”اکثر محدثین اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔“

(مجمع الزوائد: 20/2)

علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں: وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلٰی تَضْعِیفِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدٍ . ''عبد الرحمٰن بن زید کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔''(العلل المتناهية: 1523)

اس نے اپنے باپ سے جھوٹا نسخہ روایت کیا ہے۔مذکورہ روایت بھی یہ اپنے باپ سے



کر رہا ہے۔

② اس روایت کا ایک موقوف شاہد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یوں مروی ہے:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيُّ : نَا مَعْنُ ابْنُ عِيسَى الْقَزَّازُ : أَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ : نَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ : [إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَّعْرِفُهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَعَرَفَهُ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَّا يَعْرِفُهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ] .

''جب کوئی شخص کسی جاننے والے کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان بھی لیتا ہے،لیکن جب وہ ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس سے اس کی جان پہچان نہیں تھی اور اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔''(شعب الإيمان للبيهقي: 8857، الصارم المنكي في الردّ على السبكي لابن عبد الهادي: 224)

**تبصرہ:** اس کی سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی محمد بن قدامہ جوہری ''ضعیف'' ہے۔اس کے بارے میں علامہ ہیثمی لکھتے ہیں: وَقَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ . ''اسے جمہور محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔''(مجمع الزوائد: 275/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِيهِ لِينٌ . ''اس میں کمزوری ہے۔''
(تقريب التهذيب: 6234)

② یہ سند ''منقطع'' ہے۔زید بن اسلم کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَا عَلِمْنَا زَيْدًا سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ .

شیخ ابن تیمیہ اس اوپر کی گئی بحث سے متفق نہیں لہذا شیخ کتاب اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم ج ٢ ص ١٧٨ میں لکھتے ہیں
وقد روي حديث صححه ابن عبد البر أنه قال: «ما من رجل يمر بقبر رجل كان يعرفه في الدنيا، فيسلم عليه، إلا رد الله عليه روحه، حتى يرد عليه السلام»

اور بے شک روایت کیا گیا ہے جس کی تصحیح ابن عبد البر نے کی کہ فرمایا کہ ایسا کوئی آدمی نہ ہو گا جو دوسرے کی قبر پر سے گزرے جس کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور اس کو سلام کہے کہ اللہ اس قبر میں شخص کی روح لوٹا دے گا یہاں تک کہ یہ سلام کا جواب دے

شیخ ابن تیمیہ اپنی دوسری کتاب الرد على الأخنائي قاضي المالكية ص ١٢٣میں لکھتے ہیں
وأما قوله: «ما من رجل يمر بقبر الرجل فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام، وما من مسلم يسلم عليّ إلا رد الله عليّ روحي حتى أرد عليه السلام». فإنما فيه مدح المسلّم عليه، والإخبار بسماعه السلام، وأنه يرد السلام

اور جہاں تک قول ہے ایسا کوئی آدمی نہیں جو دوسرے کی قبر پر سے گزرے اسکو سلام کرے کہ اللہ اس کی روح نہ لوٹا دے حتی کہ وہ سلام کا جواب دے تو اس میں تعریف ہے سلام جس پر کیا گیا اس کی اور خبریں ہیں سلام کے سننے کی اور بے شک سلام پلٹایا (کا جواب دیا) جاتا ہے

شیخ ابن تیمیہ فتاوی ج 3 ص ١٢٦ دار الكتب العلمية میں لکھتے ہیں

وَأَمَّا أَرْوَاحُ الْمَوْتَى فَتَجْتَمِعُ: الْأَعْلَى يَنْزِلُ إلَى الْأَدْنَى. وَالْأَدْنَى لَا يَصْعَدُ إلَى الْأَعْلَى. وَالرُّوحُ تُشْرِفُ عَلَى الْقَبْرِ، وَتُعَادُ إلَى اللَّحْدِ أَحْيَانًا. كَمَا قَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ الرَّجُلِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ، حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ»

اور جہاں تک مردوں کی روحوں کا تعلق ہے تو وہ جمع ہوتی ہیں خبردار اعلی ، ادنی کی طرف اتی ہے اور ادنی ، اعلیکی طرف نہیں چڑھتی اور روح قبر میں اتی ہے اور کبھی کبھی لحد میں اس کا پلٹنا ہوتا ہے جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی آدمی نہ ہو گا جو دوسرے کی قبر پر سے گزرے جس کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور اس کو سلام کہے کہ اللہ اس قبر میں شخص کی روح لوٹا دے گا یہاں تک کہ یہ سلام کا جواب دے

شیخ ابن تیمیہ کتاب حقوق آل البيت ص ٦٠ اور ٦١ میں لکھتے ہیں
وقال: "ما من رجل يمر بقبر الرجل كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام" وكل هذه الأحاديث ثابتة عن أهل المعرفة بحديث النبي صلى الله عليه وسلم.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی آدمی نہ ہو گا جو دوسرے کی قبر پر سے گزرے جس کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور اس کو سلام کہے کہ اللہ اس قبر میں شخص کی روح لوٹا دے گا یہاں تک کہ یہ سلام کا جواب دے - اور یہ تمام احادیث ثابت ہیں اہل معرفت کے ہاں بطور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابو سعید سلفی صاحب لکھتے ہیں

⑤ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ایک روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ أَحَدٍ مَرَّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهُ، وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

''جو شخص اپنے کسی ایسے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے جو دنیا میں اسے جانتا تھا اور اسے سلام کہے تو وہ ضرور اسے پہچان لے گا اور سلام کا جواب دے گا۔'' (الاستذكار لابن عبد البرّ: 234/1)

**تبصرہ:** اس کی سند ''ضعیف'' ہے، کیونکہ اس کے دو راویوں، ابوعبداللہ عبید بن محمد اور فاطمہ بنت ریان کے حالات نہیں مل سکے۔ بعض متاخرین کی جانب سے اس روایت کو صحیح قرار دینا باعث تعجب ہے۔

لیکن یہاں تو حیرت اس بات پر ہے کہ سلف کے سرخیل امام ابن تیمیہ کی اس فیورٹ روایت کو کیسے سلفی حضرات ضعیف کہہ رہے ہیں ؟ اور ابن تیمیہ تو خاص طور پر ابن عبد البر کی تصحیح کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ صحیح ہے

سلف میں ابن قیم کتاب میں لکھتے ہیں

**قال ابن عبد البر: ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: "ما من رجل يمر بقبر أخيه كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام" صحيح**

**ابن عبد البر نے کہا ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا ما من رجل يمر بقبر أخيه كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام صحیح ہے**

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

السنۃ 212

ابو سعید سلفی

## مُردوں کا دیکھنا اور سلام سننا!

قبر والے نہ زندوں کا سلام سنتے نہ انہیں دیکھتے پہچانتے ہیں۔بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں اور زائرین کو دیکھتے و پہچانتے ہیں،کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں۔اس قسم کے دلائل اوران پر تحقیقی تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَّجُلٍ يَّمُرُّ بِقَبْرٍ، كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الْدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ، إِلَّا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ . ”قبر والا دنیا میں جس شخص کا واقف تھا،وہ اگر اس کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے اوراس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔“

(مصنّفات أبي العبّاس الأصمّ : 419 (11)، فوائد أبي القاسم تمّام : 139، المعجم الشيوخ لابن جميع الصيداوي : 333، تاريخ بغداد : 139/7، تاريخ ابن عساكر : 38/10، 65/27، سير أعلام النبلاء للذهبي : 590/13)

واضح رہے کہ ابو سعید صاحب کا اس روایت کو ضعیف کہنا بالکل صحیح ہے اور ان کا یہ عمل قابل تعریف ہے لیکن ایسے لوگوں کے مجلے میں یہ مضمون چھاپنا جو ابن تیمیہ کے عقیدہ کو صحیح کہہ رہے ہوں غیر مناسب ہے کیونکہ حق اور باطل کی تلبیس کرنا منع ہے صاف صاف بات کرنا کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ صحیح نہیں تھا کیوں نہیں کہا جاتا؟

مجلہ السنہ کا ابتدائی مضمون ہے

السنۃ 2

غلام مصطفٰی ظہیر امن پوری

## مسلکِ سلف ہی اسلم واحکم اور اعلم ہے

اہل سنت والجماعت،یعنی سلف صالحین،ائمہ محدثین کا عقیدہ ومنہج اپنانے میں ہی عافیت ہے،کیونکہ سلف صالحین کا عقیدہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے،جیسا کہ محدثِ شہیر،امام ابوبکر،احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ،بیہقی (384-458ھ)اور مؤرّخِ اسلام،حافظ ابو القاسم،علی بن حسن بن ہبۃ اللہ،ابن عساکر (499-571ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

فَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَمُعَوَّلُهُمْ فِيمَا يَعْتَقِدُونَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةِ .

”اہل سنت والجماعت کے عقائد کتاب وسنت پر مبنی ہیں۔“

(مناقب الإمام الشافعي للبيهقي، ص : 462، تبيين الكذب المفتري فيما نسب إلى الأشعري لابن عساكر، ص : 345)

اس میں سلف کے عقیدہ کی اہمیت بتائی گئی ہے اور دلیل میں شیخ ابن تیمیہ کا قول پیش کیا گیا ہے

**شیخ الاسلام، ابوالعباس، احمد بن عبدالحلیم، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:**

وَلَا يَجُوزُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ الْخَالِفُونَ أَعْلَمَ مِنَ السَّالِفِينَ، كَمَا يَقُولُهُ

السُّنّة 3

بَعْضُ الْأَغْبِيَاءِ، مِمَّنْ لَّمْ يَقْدِرْ قَدَرَ السَّلَفِ، بَلْ وَلَا عَرَفَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ بِهٖ، حَقِيقَةَ الْمَعْرِفَةِ الْمَأْمُورِ بِهَا، مِنْ أَنَّ طَرِيقَةَ السَّلَفِ أَسْلَمُ وَطَرِيقَةَ الْخَلَفِ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ، فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ الْمُبْتَدِعَةَ الَّذِينَ يُفَضِّلُونَ طَرِيقَةَ الْخَلَفِ عَلٰى طَرِيقَةِ السَّلَفِ، إِنَّمَا أَتَوْا مِنْ حَيْثُ ظَنُّوا أَنَّ طَرِيقَةَ السَّلَفِ هِيَ مُجَرَّدُ الْإِيمَانِ بِأَلْفَاظِ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ، مِنْ غَيْرِ فِقْهٍ لِّذٰلِكَ، بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّيِّينَ الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ: **﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ﴾** (البقرة 2 : 78)، وَأَنَّ طَرِيقَةَ الْخَلَفِ هِيَ اسْتِخْرَاجُ مَعَانِي النُّصُوصِ الْمَصْرُوفَةِ عَنْ حَقَائِقِهَا بِأَنْوَاعِ الْمَجَازَاتِ وَغَرَائِبِ اللُّغَاتِ، فَهٰذَا الظَّنُّ الْفَاسِدُ أَوْجَبَ تِلْكَ الْمَقَالَةَ، الَّتِي مَضْمُونُهَا نَبْذُ الْإِسْلَامِ وَرَاءَ الظَّهْرِ، وَقَدْ كَذَبُوا عَلٰى طَرِيقَةِ السَّلَفِ، وَضَلُّوا فِي تَصْوِيبِ طَرِيقَةِ الْخَلَفِ، فَجَمَعُوا بَيْنَ الْجَهْلِ بِطَرِيقَةِ السَّلَفِ فِي الْكِذْبِ عَلَيْهِمْ، وَبَيْنَ الْجَهْلِ وَالضَّلَالِ بِتَصْوِيبِ طَرِيقَةِ الْخَلَفِ.

”یہ بھی ممکن نہیں کہ پہلے گزر جانے والے اہل علم کے مقابلے میں بعد میں آنے والے زیادہ علم والے ہوں۔بعض بے وقوف قسم کے لوگ جنہیں سلف صالحین کی قدر معلوم نہیں، بلکہ دراصل انہیں اللہ و رسول اور مؤمنوں کی حقیقی معرفت ہی نہیں، وہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ سلف صالحین کا منہج زیادہ سلامتی والا ہے، جبکہ خلف (بعد والوں) کا منہج زیادہ علم پر مبنی اور ٹھوس ہے۔ یہ بدعتی اور گمراہ لوگ بعد والے زمانے کے فلسفیوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے منہج کو سلف کے منہج پر فضیلت دیتے ہیں۔انہوں نے اپنے وہم و گمان کی بنا پر یہ کہہ دیا ہے کہ ’سلف کا منہج صرف قرآن و حدیث کے ظاہری معانی پر استوار ہوتا ہے اور سلف قرآن و سنت کا فہم نہیں رکھتے، بالکل اَن پڑھ لوگوں کی طرح، جن کے

السنۃ 4

بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمِنْهُمْ أُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ﴾ (البقرۃ 2 : 78) (ان [اہل کتاب] میں سے بعض اَن پڑھ ہیں جو کتاب کو نہیں جانتے سوائے جھوٹی آرزؤں کے)، اس کے برعکس خلف کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مجاز کی مختلف اقسام اور پیچیدہ قسم کی لغات کے ذریعے ان نصوص کے معانی کا استخراج کرتے ہیں، جن میں حقیقی معنیٰ مراد نہیں ہوتا۔ یہ غلط سوچ ہی اس بات کا موجب ہوئی ہے، جو اسلام کو پسِ پشت ڈالنے پر مبنی ہے۔ ان لوگوں نے سلف کے منہج کے سلسلے میں دروغ گوئی سے کام لیا اور خلف کے منہج کو درست قرار دینے میں گمراہی کا شکار ہو گئے۔ وہ بیک وقت دو جہالتوں کا شکار ہوئے؛ ایک تو جہالت کے سبب انہوں نے سلف کے منہج پر جھوٹ باندھا، دوسرے وہ خلف کے طریقے کو درست قرار دے کر جہالت وضلالت میں مبتلا ہوئے۔''

(مجموع الفتاویٰ: 8/5، الفتاوی الحمویۃ الکبریٰ: 5/185-189)

یعنی جن پر تکیہ تھا انھی کا عقیدہ غلط ثابت کیا گیا اور پر بھی اصرار ہے کہ سلف کے نقش قدم پر چلا جائے

اب آپ تقابل دیکھیں

| ابو سعید سلفی کا قول | ابن تیمیہ کا قول |
| --- | --- |
| قبر والے نہ زندوں کا سلام سنتے نہ انہیں دیکھتے پہچانتے ہیں۔ بعض اہل علم کا یہ کہنا کہ مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں اور زائرین کو دیکھتے و پہچانتے ہیں، کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں۔ اس قسم کے دلائل اور ان پر تحقیقی تبصرہ ملاحظہ فرمائیں: | ''یہ بھی ممکن نہیں کہ پہلے گزر جانے والے اہل علم کے مقابلے میں بعد میں آنے والے زیادہ علم والے ہوں۔ بعض بے وقوف قسم کے لوگ جنہیں سلف صالحین کی قدر معلوم نہیں، بلکہ دراصل انہیں اللہ و رسول اور مؤمنوں کی حقیقی معرفت ہی نہیں، وہ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ سلف صالحین کا منہج زیادہ سلامتی والا ہے، جبکہ خلف (بعد والوں) کا منہج زیادہ علم پر مبنی اور ٹھوس ہے۔ یہ بدعتی اور گمراہ لوگ بعد والے زمانے کے فلسفیوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے منہج کو سلف کے منہج پر فضیلت دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنے وہم وگمان |

اب اگر کہا جائے کہ محدثین کے اقول سے ان مخصوص روایات کا رد کیا گیا ہے تو سلف کے ابن تیمیہ جو محدث نہیں تھے ان کی غلطی واضح ہے لہذا لوگوں کو صحیح بات بتانی چاہیے نہ کہ ملتبس

# عائشہ رضی اللہ عنہ کا مدفون میت سے پردہ کرنا

امام احمد مسند میں روایت بیان کرتے ہیں

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حماد بن أسامة قال أنا هشام عن أبيه عن عائشة قالت : كنت أدخل بيتي الذي دفن فيه رسول الله صلى الله عليه و سلم وأبي فاضع ثوبي فأقول إنما هو زوجي وأبي فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلت إلا وأنا مشدودة على ثيابي حياء من عمر

حماد بن أسامة (ابو أسامة المتوفى ٢٠١ ھ ) بیان کرتے ہیں کہ ان سے ھشام بن عروہ بیان کرتے ہیں ، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہآ نے فرمایا میں گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے باپ مدفون ہیں، پس میں (اپنے اپ سے) کہتی یہ تو میرے شوہر اور باپ ہیں پس کپڑا لیتی (بطور حجاب) لیکن جب سے عمرکی انکے ساتھ تدفین ہوئی ہے ،اللہ کی قسم! میں داخل نہیں ہوتی لیکن اپنے کپڑے سے چمٹی رہتی ہوں ،عمر سے شرم کی وجہ سے

امام احمد کے علاوہ اس کو حاکم المستدرک ٣ ص٦٣، ابن سعد، الطبقات ج٢ ص٢٩٤ ، ابن شبۃ، تاریخ المدینۃ ج٣ص ١٦٢ ، الخلال ، السنۃ ص 297 میں روایت کرتے ہیں حماد بن أسامة کے تفرد کے ساتھ

ابو سعید سلفی صاحب اس روایت کا دفاع کرتے ہیں اور طبقات ابن سعد کی روایت دلیل میں پیش کرتے ہیں

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: مَا زِلْتُ أَضَعُ خِمَارِي، وَأَتَفَضَّلُ فِي ثِيَابِي فِي بَيْتِي، حَتَّى دُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ، فَلَمْ أَزَلْ مُتَحَفِّظَةً فِي ثِيَابِي، حَتَّى بَنَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْقُبُورِ جِدَارًا، فَتَفَضَّلْتُ بَعْدُ.

”میں ہمیشہ اپنے حجرے میں اپنا دوپٹہ اتار دیتی اور کام کاج کے معمولی کپڑے پہن لیتی تھی، حتی کہ اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دفن کر دیئے گئے۔اس وقت سے میں اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئی رہتی تھی، یہاں تک کہ میں نے قبروں کے سامنے ایک دیوار بنا دی، اس کے بعد میں نے گھر میں کام کاج کے معمولی کپڑے پہننا شروع کر دیئے۔“

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد : 277/3، تاريخ مدينة لابن شبة : 945/3، وسندهٗ حسنٌ)

کچھ کام انسان طبعی طور پر بے ساختہ کرتا ہے اور ان کے پیچھے کوئی عقیدہ ونظریہ کارفرما نہیں ہوتا، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو چومتے ہوئے سنت کی محبت میں بے ساختہ اسے مخاطب کیا اور فرمایا:

اسکی سند ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَغَيْرِهِمَا عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَنْصَارِيَّةِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا زِلْتُ أَضَعُ خِمَارِي وَأَتَفَضَّلُ فِي ثِيَابِي فِي بَيْتِي حَتَّى دُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ. فَلَمْ أَزَلْ مُتَحَفِّظَةً فِي ثِيَابِي حَتَّى بَنَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْقُبُورِ جِدَارًا فَتَفَضَّلْتُ بَعْدُ

اس کی سند میں إسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ الْمَدَنِيُّ ہے جو ضعیف ہے

اس کو احمد ضعيف الحديث (موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله) کہتے ہیں الذھبی اس کے لئے میزان الآعتدال میں لکھتے ہیں

قال أحمد: لا بأس به. اس میں کوئی برائی نہیں

وقال ابن أبي خيثمة، عن يحيي: صدوق، ضعيف العقل، ليس بذاك. صدوق ہے ضعیف العقل ہے ایسا (مظبوط) نہیں

وقال أبو حاتم: محله الصدق مغفل، اس کا مقام صدق ہے غفل ہے

وقال النسائي: ضعيف. ضعیف ہے

وقال الدارقطني: لا أختاره في الصحيح. اس کو صحیح میں نہیں چنا گیا

توفي سنة ست وعشرين ومائتين.

وقال ابن عدي: قال أحمد بن أبي يحيى: سمعت ابن معين يقول: هو وأبوه يسرقان الحديث. ابن معین کہتے ہیں یہ اور اس کا باپ حدیث چوری کرتے

ابو سعید سلفی طبقات الکبری ابن سعد کی روایت کو حسن کہہ رہے ہیں جبکہ یہ ضعیف ہے – طبعی طور پر بے ساختہ ہونا تو وقتی چیز ہے جو چند لمحوں میں دور ہو جاتی ہے لیکن ام المومنین حجرہ مبارک میں اپنے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم اور باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر میں موجودگی کے باوجود اتنی خوف زدہ کیوں رہیں ؟ اس قسم کی روایات کو حسن و صحیح کہنا پھر ان کے مردوں کو سمجھنا کہ وہ قبر سے باہر دیکھ لیتے ہیں اس پر سلف کے علماء کا استنباط کرنا بلا شبہ غلط ہے

ابو سعید سلفی اسی مضمون میں لکھتے ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، ورنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی بھی صحابی سے مردوں کے زندوں کو دیکھنے یا ان کی باتیں سننے کا عقیدہ ونظریہ ثابت نہیں، نہ خیرالقرون یا بعد کے ائمہ اہل سنت نے اس روایت سے یہ مسئلہ اخذ ہی کیا۔مردوں سے پردہ کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

اس کے بر خلاف سلف نے اس سے مردوں کا زائر کو جاننے کا عقیدہ بنایا ہے - دیکھئے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مسلسل پردہ والی روایت سے دلیل لیتے ہوئے تھذیب الکمال کے مولف امام المزی (الإجابة فيما استدركته عائشة على الصحابة للإمام الزركشي ) کہا کرتے تھے

قال شيخنا الحافظ عماد الدين بن كثير ووجه هذا ما قاله شيخنا الإمام أبو الحجاج المزي أن الشهداء كالأحياء في قبورهم و هذه أرفع درجة فيهم

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اسی وجہ سے ہمارے شیخ المزی کہتے ہیں کہ شہداء اپنی قبروں میں زندوں کی طرح ہیں اور یہ ان کا بلند درجہ ہے

منصور بن یونس بن صلاح الدين ابن حسن بن إدريس البهوتى الحنبلى (المتوفى: 1051ھ) اپنی کتاب كشاف القناع عن متن الإقناع میں لکھتے ہیں

قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ: وَاسْتَفَاضَتْ الْآثَارُ بِمَعْرِفَةِ الْمَيِّتِ بِأَحْوَالِ أَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَأَنَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ وَجَاءَتْ الْآثَارُ بِأَنَّهُ يَرَى أَيْضًا وَبِأَنَّهُ يَدْرِي بِمَا فُعِلَ عِنْدَهُ وَيُسَرُّ بِمَا كَانَ حَسَنًا وَيَتَأَلَّمُ بِمَا كَانَ قَبِيحًا وَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُولُ " اللَّهُمَّ إنِّي أَعُوذُ بِك أَنْ أَعْمَلَ عَمَلًا أُجْزَى بِهِ عِنْدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَوَاحَةَ وَكَانَ ابْنَ عَمِّهِ وَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ عِنْدَ عَائِشَةَ كَانَتْ تَسْتَتِرُ مِنْهُ، وَتَقُولُ " إنَّمَا كَانَ أَبِي وَزَوْجِي فَأَمَّا عُمَرُ فَأَجْنَبِيٌّ " وَيَعْرِفُ الْمَيِّتُ زَائِرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ قَالَهُ أَحْمَدُ.

ابن تیمیہ کہتے ہیں اور جو اثار ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ میت اپنے احوال سے اور دنیا میں اصحاب سے با خبر ہوتی ہے اور اس پر (زندوں کا عمل) پیش ہوتا ہے اور وہ دیکھتی اور جانتی ہے جو کام اس کے پاس ہو اور اس میں سے جو اچھا ہے اس پر خوش ہوتی اور اس میں سے جو برا ہو اس پر الم محسوس کرتی ہے اور ابو الدرداء کہتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس عمل سے جس سے میں عبد الرحمان بن رَوَاحَةَ کے آگے شرمندہ ہوں اور وہ ان کے چچا زاد تھے اور جب عمر دفن ہوئے تو عائشہ ان سے پردہ کرتیں اور کہتیں کہ یہ تو میرے باپ اور شوہر تھے لیکن عمر تو اجنبی ہیں اور امام احمد کہتے ہیں کہ میت زائر کو جمعہ کے دن طلوع سورج سے پہلے پہچانتی ہے

البھوتی حنابلہ کے مشھور امام ہیں - افسوس اس روایت سے قبر پرستی ہی پھیلی ہے

ابن قیم کہتے ہیں مردے زائر کو پہچانتے ہیں پر سلف کا اجماع ہے. ابن قیم کتاب الروح میں لکھتے ہیں

وَالسَّلَف مجمعون على هَذَا وَقد تَوَاتَرَتْ الْآثَار عَنْهُم بِأَن الْمَيِّت يعرف زِيَارَة الْحَيّ لَهُ ويستبشر بِهِ

اور سلف کا اس پر اجماع ہے اور متواتر آثار سے پتا چلتا ہے کہ میّت قبر پر زیارت کے لئے آنے والے کو پہچانتی ہے اور خوش ہوتی ہے

# عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت

ایک روایت ہے

ابن شماسہ المہری بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب عمرو بن العاص کے پاس اس وقت گئے جب کہ ان کی وفات کا وقت قریب تھا انہوں نے کہا......اور جب مجھے دفن کرنا تو اچھی طرح مٹی ڈال دینا پھر میری قبر کے چاروں طرف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تا کہ میں تم سے انس حاصل کر سکوں اور دیکھوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔( صحیح مسلم جلد ١ص٧٦ مسند احمد جلد ۴ ص١٩٩)

ابو سعید سلفی صحیح مسلم کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت پر لکھتے ہیں

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی:

ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدَرَ مَا تُنْحَرُ جَزُورٌ وَيُقْسَمُ لَحْمُهَا، حَتّٰى أَسْتَأْنِسَ بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّي .

''تم میری قبر پر اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔یوں میں تمہاری (دُعا کی وجہ سے) وجہ سے وحشت سے بچ جاؤں گا اور مجھے اپنے ربّ کے بھیجے ہوئے فرشتوں کے سوالات کے جوابات یاد آ جائیں گے۔''

(صحیح مسلم :121)

اس روایت میں مردے کے سننے یا دیکھنے کا کوئی ذکر نہیں۔سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ قبر پر کھڑے ہوکر دُعا کرنے سے مُردہ وحشت اور سوال و جواب میں پریشانی سے بچ جاتا ہے۔

ویسے بھی یہ بات تو مسلم ہے کہ مردہ دفن کر کے واپس جانے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتا ہے(صحیح بخاری :178/1، ح:1378، صحیح مسلم :379/2، ح:2870)اور اس سے مردے کو وحشت ہوتی ہے،لہٰذا جب تک لوگ واپس نہیں لوٹتے مردے کو ایک قسم کی مانوسیت رہتی ہے۔سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ارادہ غالبًا یہی تھا کہ لوگ زیادہ دیر تک کھڑے دُعا و استغفار کرتے رہیں اور سوال و جواب کا مرحلہ طے ہو جائے۔

عمرو بن العآص رضی اللہ عنہ کی روایت کا ترجمہ ہونا چاہیے

تم میری قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ نحر اور تقسیم کیا جاتا ہے حتی کہ میں تم سے مانوس ہو جاؤں اور دیکھوں کہ اس سے اپنے رب کے فرشتوں کی طرف کیسے پلٹوں (جواب دوں)

کسی بھی مسلک سے الگ ہو کر انصاف کے ساتھ اس روایت کے ان الفاظ پر غور کریں کہ کیا کہا گیا ہے

اونٹ نحر کرنے اس کا گوشت تقسیم ہونے پر دو تین گھنٹے تو لگیں گے یہ کوئی چند منٹوں کی بات نہیں ہے – قبر سے عمرو بن العاص دیکھ رہے ہیں یا محسوس کر رہے ہیں کہ گھر والے یہیں ہیں ان کی موجودگی سے وہ اپنی اولاد سے مانوس ہو رہے ہیں (گویا زندگی میں مانوس نہ تھے) - وحشت عربی کا لفظ ہے اور یہ روایت میں موجود نہیں تو روایت کا ترجمہ کیوں تبدیل کیا گیا کہ عمرو بن العاص کو قبر میں وحشت ہوئی ؟

صحابہ کے لئے تو ہمارا عقیدہ ہے لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون - عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منسوب الفاظ کو عصر حاضر کے ایک مشہور و معروف وہابی عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین کہتے ہیں صحیح نہیں - اپنے فتوی میں کہتے ہیں جو مجموعة أسئلة تهم الأسرة المسلمة ج ۲۱۹ ص ۳۵ میں چھپا ہے کہ

**هذا أوصى به عمرو بن العاص ـ رضي الله عنه ـ فقال: «أقيموا حول قبري قدر ما تنحر جزور ويقسم لحمها»، لكن النبي صلى الله عليه وسلم لم يرشد إليه الأمة، ولم يفعله الصحابة ـ رضي الله عنهم ـ فيما نعلم**

***یہ عمرو بن العاص۔رضي اللہ عنہ نے وصیت کی پس کہا میری قبر کے اطراف اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے .. لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ہی اسکی نصیحت امت کو کی، نہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنھم نے ایسا کیا جیسا ہمیں پتا ہے***

عبد الرحمان کیلانی کتاب روح عذاب قبر اور سماع الموتی میں ص ۱۳۹ اور ۱۴۰ پر لکھتے ہیں

یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر اس کا جو نتیجہ پیش کیا گیا ہے، وہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ حضرت عمرو بن العاصؓ کا اپنا خیال اور تدبیر تھی ___ اور یہ ویسا ہی خیال اور تدبیر تھی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لڑکوں کو تاکید کی تھی کہ جب مصر پہنچو تو ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

"مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضٰهَا" (یوسف ۶۸)

"وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی ٹال نہیں سکتی تھی۔ ہاں وہ یعقوبؑ کے دل کی بس خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی تھی"

(ترجمہ فتح محمد جالندھری)

تو جس طرح حضرت یعقوبؑ کی یہ تدبیر مشیت الٰہی کے مقابلہ میں بے اثر ہونے کے باوجود شریعت کے منافی نہ تھی۔ بالکل یہی صورت حضرت عمرو بن العاصؓ کی تدبیر کی ہے جو انہوں نے محض اپنی دلجمعی کے واسطے بتلائی۔ یہ تدبیر بھی کتاب و سنت کے منافی نہیں تھی۔ تاہم یہ مطابق بھی نہ تھی۔ کیونکہ اگر مطابق ہوتی تو اکیلے حضرت عمرو بن العاصؓ کا کیا ذکر، بہت سے صحابہ کرامؓ ایسی وصیتیں کر جاتے۔ بلکہ خود حضور اکرمؐ نے "لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ" کا ارشاد فرمایا تھا، اسی طرح اس موانست کے لیے بھی کوئی ارشاد فرما دیتے۔

پھر یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے یہ بات سکرات موت کی بحرانی کیفیت میں کہی اور یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے بیٹے عبد اللہؓ نے اس وصیت پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟

اللہ ہم کو سمجھ دے اور صحیح بات پر قائم رکھے آمین

# قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آوازیں آنا

واقعہ حرہ اسلامی تاریخ کا ایک درد ناک واقعہ ہے جس میں مدینہ کے بعض تابعین نے امیر یزید بن معاویہ کی بیعت توڑی اور فسادی تقریریں کیں- صورت حال کی سنجیدگی کا انداز صحابی رسول ابن عمر رضی اللہ عنہ نے لگا لیا اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور کہا

بخاری بیان کرتے ہیں کہ باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّى سَمِعْتُ النَّبِىَّ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ «يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّى لاَ أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يُنْصَبُ

نافع کہتے ہیں کہ جب مدینہ والوں نے يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ کی بیعت توڑی تو عبدللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن اک جھنڈا گاڑھا جائے گا – اور بے شک میں نے اس آدمی کی بیعت کی ہے اللہ اور اس کے رسول (کی اتباع پر) اور میں کوئی ایسا بڑا عذر نہیں جانتا کہ کسی کی اللہ اور رسول کے لئے بیعت کی جائے اور پھر توڑی جائے

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے یزید کے خلاف خروج کرنے والوں کے لئے کتنی سخت ہے مسلم بَابُ الْأَمْرِ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ عِنْدَ ظُهُورِ الْفِتَنِ وتحذير الدعاة إلى الكفر کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ مُطِيعٍ حِينَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ، زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: اطْرَحُوا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وِسَادَةً، فَقَالَ: إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ، أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً»

نافع کہتے ہیں عبد اللہ ابن عمر عبد اللہ بن مُطِيعٍ کے پاس گئے جب حرہ میں ہوا جو ہوا یزید بن معاویہ کے دور میں اس نے کہا ابی عبد الرحمان اور ان کے سرداروں کے لئے ہٹاؤ عبد اللہ ابن عمر نے کہا میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنانے آیا ہوں جو رسول اللہ سے سنی کہ جو اطاعت میں سے ایک ہاتھ نکلا اس کی اللہ سے ایسے ملاقات ہو گی کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہو گی اور جو مرا کہ اس کی گردن پر اطاعت کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کو موت مرا

*بعض راویوں نے اصحاب رسول کے خلاف جا کر روایت گھڑی کہ اس واقعہ میں کئی وقت مسجد النبی میں اذان نہ ہو سکی اور اذان کی آواز حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے قبر النبی سے اتی اور اس سے نماز کا پتا چلتا*

190 السنۃ

## قبر رسول ﷺ سے اذان کی آواز

ابن الحسن محمدی

بعض لوگ یہ بیان کرتے سنائی دیتے ہیں کہ سانحۂ حرہ (63ھ) کے دوران نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک سے اذان سنائی دیتی رہی۔ کسی بھی واقعے، حادثے یا سانحے کی صحت وسقم کا پتہ اس کی سند سے لگایا جا سکتا ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں سند کی پرکھ کے لیے مبنی بر انصاف قوانین وضع کیے، پھر راویانِ اسانید کے کوائف بھی سپرد کتب کر دیئے۔ ذخیرۂ روایات کی جانچ کا یہ انداز اسلامی ورثے کا امتیازی پہلو ہے۔ دیگر مذاہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

کتبِ حدیث ہوں یا سیرت و تاریخ، اہل علم ان میں اپنی سندیں ذکر کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو چکے ہیں، اب یہ بعد والوں پر ہے کہ وہ ان اصول وقوانین اور راویوں کے کوائف کو مدنظر رکھتے ہوئے صحت وسقم کا لحاظ کریں یا اپنے مفاد میں ملنے والی ہر روایت کو اندھا دھند پیش کرتے جائیں۔

ذیل میں سانحۂ حرہ کے دوران قبر نبوی سے اذان کے بارے میں ملنے والی روایت اپنی تمام تر سندوں اور ان پر تبصرے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ فیصلہ خود فرمائیں!

اس مضمون کے اختتام پر صاحب مضمون لکھتے ہیں

**الحاصل :** واقعہ حرہ کے وقت قبر نبوی سے اذان سنائی دینا ثابت نہیں۔ اس بارے میں کوئی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ لہٰذا اس قصے کو بیان کرنا اور اس سے مسائل کا استنباط کرنا دین اسلام کے ساتھ خیر خواہی پر مبنی نہیں۔

افسوس سلف میں امام ابن تیمیہ جو واقعہ حرہ پر امیر المومنین یزید کی رائے کے خلاف تھے اور اس پر ابن تیمیہ نے لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور حسین و یزید کے معرکے میں خالی مسجد النبی میں قبر سے اذان دیتے رہے وہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة أصحاب الجحيم میں لکھتے ہیں

**وكان سعيد بن المسيب في أيام الحرة يسمع الأذان من قبر رسول الله صلى الله عليه و سلم في أوقات الصلوات وكان المسجد قد خلا فلم يبقى غيره**

**اور سعید بن المسیب ایام الحرہ میں اوقات نماز قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان کی آواز سن کر معلوم کرتے تھے اور مسجد (النبی) میں کوئی نہ تھا اور وہ بالکل خالی تھی**

شمارہ السنہ میں اس روایت کی تمام اسناد جمع کی گئیں اور ان کو ضعیف قرار دیا گیا جو ایک مستحن عمل ہے اس پر صاحب مضمون کی ہم داد دیتے ہیں لیکن احقاق حق کے لئے مشہور شخص کی غلطی کی نشاندھی ضروری ہے مثلا اس مضمون میں ظفر احمد عثمانی دیوبندی ، انور شاہ کاشمیری دیوبندی پر جرح کی گئی ہے لیکن کیا یہ لوگ زیادہ مشہور ہیں یا شیخ ابن تیمیہ ؟ ظاہر ہے ابن تیمیہ ان دونوں سے بڑے عالم سمجھے جاتے ہیں لہذا ان کی غلطی کی نشان دہی کرنا ضروری ہے –

اللہ ہم سب کا حق کو حق کہنے اور باطل کو باطل کہنے کی توفیق دے آمین